۱۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی قرارداد اور تقریر

۲۔ نوائے وقت کا اداریہ "نظریاتی استحکام"

قومی اسمبلی

میں

لادینی اور فحش لٹریچر پر پابندی

لگانے کی

قرارداد

۱۰ اگست بروز جمعرات قومی اسمبلی میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہٗ کی حسب ذیل قرارداد زیر بحث آئی، یہاں ہم قرارداد کا متن اور شیخ الحدیث مدظلہٗ کی تشریحی تقریر پیش کر رہے ہیں۔ "ادارہ"

قرارداد: اس اسمبلی کی رائے ہے کہ پاکستان بھر میں ایسے لٹریچر کی فروغ و اشاعت اور ملک میں داخلہ ممنوع قرار دیا جائے جس سے مسلمانوں کے اخلاق و عقائد اور نظریۂ پاکستان متاثر ہو سکتے ہیں۔ نیز عریاں اور فحش لٹریچر کی بھی ممانعت کی جائے۔"

تشریحی تقریر: جناب سپیکر صاحب! میرے لئے یہ بات خوشی کی باعث ہے کہ آپ (صاحبزادہ فاروق علی صاحب) کے انتخاب کے بعد سب سے پہلے آپ کی نگرانی میں جو کارروائی ہو رہی ہے، وہ میری اس قرارداد سے ہے۔ اس ایوان نے اب تک ایسے کئی قوانین بنائے ہیں۔ جس کا مقصد ملک کی سرحدات کی دشمن سے حفاظت ہوتی ہے۔ مملکت محفوظ ہو، ملک کی سالمیت ہو، سرحدات دشمن کی دسترس سے محفوظ رہیں اس لئے ہم فوج پر لاکھوں کروڑوں روپے خرچ کرتے ہیں۔ یہ سب چیزیں ضروری ہیں اور اللہ تعالیٰ اس ملک کی حفاظت کی ہم سب کو توفیق دے۔

جناب عالی! جس طرح ملک کی سرحدات کی حفاظت اس ایوان اور ملک کا فرض ہے۔ اسی طرح یہ ملک جس نظریہ کے تحت بنا ہے اس کی حفاظت ضروری ہے۔ پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے۔ ایک نظریہ کی حفاظت اور بقاء کے لئے جو اسلام کا تقاضا، مذہب کی اشاعت اور بقاء ہے۔ الحمد للہ کہ یہ ایک ایسا نظریہ ہے جس کو جس قوم نے بھی اختیار کیا وہ قوم دنیا میں باعزت رہی ہے اور

سے پاک ہوتی اس نظریہ سے جرائم ختم ہوئے، عفت تقوٰی دیانت اور خدا ترسی پیدا ہوتی، صحابہ کے دور میں جن جن ملکوں کو مسلمانوں نے فتح کیا اس کی حالت اور تاریخ آپ کے سامنے ہے ۔۔۔ تو اس نظریہ کی حفاظت اور تحفظ ملک کے تحفظ سے بھی زیادہ ضروری اور اہم ہے۔

لیکن جس طرح ہمارے مخالفین مملکت کی سرحدات میں رخنہ اندازی کرتے ہیں، اس طرح بیرونی طاقتیں ملک کے اساسی نظریات میں بھی شگاف ڈال رہی ہیں۔۔۔ آج ہمارے ملک کی کیا حالت ہو گئی ہے۔ ایک بھائی دوسرے بھائی کو چھرا گھونپ رہا ہے۔ گھر گھر میں عصبیت ہے۔ بازاروں میں بھی عصبیت ہے۔ اگر ہم نے اسلام کا نظریہ ابتدائے قیام پاکستان سے اپنایا ہوتا۔ اسلامی تعلیم اور اسلامی تبلیغ کو پھیلاتے تو یہ جھگڑے آج بازاروں اور ایوانوں میں نہ ہوتے۔

جناب عالی! ہمارے ملک میں اندر سے اور باہر سے ایسا لٹریچر پھیل رہا ہے جو ہمارے بنیادی نظریات کے خلاف ہیں۔ ہمارے نظریہ کے تین اساس ہیں۔ اللہ کی وحدانیت، رسول اللہ کی رسالت اور ختم نبوت کہ وہ سید الرسل اور خاتم النبیین ہیں، قرآن کریم کا آخری کتاب خداوندی ہونا۔ مگر اس ملک میں خدا کی وحدانیت اور وجود کے خلاف لٹریچر شائع ہو رہا ہے۔ کتابیں رسالے پھیل رہے ہیں۔ اسی طرح رسالت جیسے قطعی مسئلہ میں بھی بحثیں ہو رہی ہیں۔ حضورؐ کی تشریعی حیثیت کو متنازعہ بنایا جاتا ہے۔ انبیاء کی حرمت اور شان کے خلاف ایسا لٹریچر شائع ہوتا ہے کہ اس میں نہایت گستاخی اور بے ادبی ہوتی ہے قرآن مجید اساسی چیز ہے۔ مگر ہمیں بیرونی ممالک اطلاع دیتے ہیں کہ پاکستان کے مطبوعہ نسخوں میں تحریف ہو رہی ہے۔ نیپال سے بھی ایسی شکایات آئیں پچھلے ہفتہ بلوچستان میں جو فسادات ہوئے اسکی وجہ یہی ہے اور یہ بات ثابت ہوتی کہ تحریف شدہ قرآن کریم کے نسخے (قادیانیوں کے ذریعہ) تقسیم ہو رہے ہیں۔ بیرونی ممالک سے ایسا لٹریچر آرہا ہے۔ جو سراسر بنیادی نظریات کے خلاف ہے۔ جبکہ مذہب اور بنیادی لٹریچر کو بالکل بند کر دینا چاہئے تھا۔

دوسری بات یہ کہ آج اس ملک میں جرائم بڑھ رہے ہیں اسکی وجہ بھی یہی ہے کہ نوجوان کو اپنے مذہب اور تعلیم کی خبر نہیں اور لٹریچر کے ذریعہ فحاشی چوری ڈکیتی خود غرضی سیکھ رہے ہیں۔ ایسا لٹریچر ناولوں کے ذریعہ فحش عریاں تصویروں میں اخبارات میں سینماؤں فلموں میں وہ چیزیں بتائی جاتی ہیں جنہیں ایک مسلمان دیکھ کر برداشت بھی نہیں کر سکتا۔ ہمارا معاشرہ ایسا بے پردہ ہو گیا ہے کہ جیسا پچھلے دنوں ایک اخبار میں ایک تصویر چھپی کہ ایک عورت اوپر سے چھتری سنبھالے ہوئے ہے

اور نیچے سے بالکل ننگی ہے ـــــ اور جب قوم کے شہوانی جذبات ابھرتے ہیں تو شراب، کباب کی ضرورت ہوتی ہے۔ فحاشی کے جذبات برانگیختہ کرنے کے بعد اور فحاشی پھیلانے کے بعد وہ اپنی عیاشی کے لئے روپیہ کہاں سے لائے گا۔؟ لازماً حرام اور ناجائز ذرائع استعمال کرے گا۔ لوٹ مار اور جرائم خود ہی پھیلے گی۔ کل ہی ایک ٹیکسی ڈرائیور کے ساتھ آرہا تھا، راستہ میں ایک سینما پہ لوگوں کا ہجوم تھا۔ اس نے مجھے کہا کہ مولوی صاحب یہ پاکستان بنایا یا انگلستان، لوگ بھوک سے مر رہے ہیں اور ایک ہم ہیں کہ سوائے عشق لڑانے، مار دھاڑ ڈکیتی کے اور کچھ مشغلہ ہی نہیں فلموں میں یہی کچھ تو سکھایا جاتا ہے۔ شمالی آئرلینڈ میں ایک خاتون رکن اسمبلی کنواری تھی اور حاملہ ہوگئی۔ کسی نے پوچھا آئندہ بھی انتخاب لڑوگی کہا ضرور، میں ایک مقصد رکھتی ہوں اس کے لئے جدوجہد کروں گی۔ کسی نے کہا کہ تم اس بچے کے اسقاط کے لئے تیار ہو۔ اس نے کہا میں نے کبھی یہ سوچا بھی نہیں۔ یہی اندازِ فکر یہاں بھی آرہا ہے کہ ذاتی زندگی پر نہ کوئی پابندی رہے نہ کسی قسم کا قدغن۔

پچھلے مارشل لاء کے دور میں ایک گورنر کو میں نے ایک نئے سینما قائم ہوجانے کے بارہ میں شکایت کی کہ عام مسلمانوں کے اخلاق اس سے تباہ ہوں گے۔ اور اس طرح غریبوں کی جیبوں پر بلاضرورت ڈاکہ ڈالا جارہا ہے۔ گورنر صاحب نے مجھے کہا کہ یہ غریب تفریح بھی نہ کریں گے یہ تو تفریح کا ایک ذریعہ ہے۔ تو جب یہ اندازِ فکر ہو تو قوم کی اصلاح کیسے ہوسکتی ہے۔؟

الغرض ہمارا مذہب جرائم کش ہے۔ وہ نہ تو چوری ڈکیتی کی اجازت دیتا ہے نہ عصبیت جاہلیت کی اجازت دیتا ہے۔ اس لئے وہ تمام دواعی اور محرکات جو برائیوں کے پھیلنے کا سبب بنتی ہیں، اس ایوان کی وساطت سے بند کر دینی چاہئیں۔ بیشک ہمارے وزیر اطلاعات نے فحاشی، فحش لٹریچر کے سلسلہ میں چٹھی بھیجی ہے۔ مگر یہ تو وعظ و نصیحت سے مشکل ہے۔ صرف اس سے کام نہیں چلتا، قانونی پابندی لگا دینی چاہئے۔ ایک افسر نے پچھلے سال کہا کہ رمضان ہے، ناچ گانا جاری ہے۔ مگر میرے پاس اسے بند کرنے کیلئے کوئی قانون نہیں تو قانونی ممانعت لازمی ہے اس طرح قرآن و حدیث کے خلاف اسلام کے خلاف صحابہ کرام کے خلاف اندرونی اور بیرونی ہر قسم لادینی نظریات اور فحاشی پھیلانے والے لٹریچر کی اشاعت اور باہر سے برآمدی فلموں کی تشہیر ممنوع قرار دی جائے۔ اب تو جو کچھ کیا جارہا ہے۔ وہ ہرگز کافی نہیں۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب کی تقریر کے بعد مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی نے قرارداد میں فحش تصاویر اور اشتہارات کے اضافہ کی ترمیم پیش کرنی چاہی۔ شیخ محمد رشید وزیر صحت

نے ترمیم شامل کرنے کی مخالفت کی ۔ اسپیکر نے کہا کہ مخالفت پیش ہونے کے ساتھ کرنی چاہئے تھی اب مولانا عبدالحق محرک قرارداد اسے قبول کرنا چاہیں تو اسے شامل کیا جا سکتا ہے ۔ چنانچہ محرک قرارداد نے اسے بخوشی قبول کر لیا خود مولانا عبدالحق کے علاوہ مولانا غلام غوث ہزاروی مولانا محمد علی رضوی صاحبزادہ احمد رضا قصوری نے قرارداد کی حمایت میں پر زور تقریریں کیں ۔ پیپلز پارٹی کے جناب حاکم علی زرداری نے قرارداد کی سختی سے مخالفت کی ۔ ابھی بحث جاری تھی کہ وفاقی وزیر قانون جناب پیرزادہ صاحب نے تجویز پیش کی اور کہا کہ عبوری آئین ختم ہونے والا ہے ۔ ۱۴ اگست کے بعد مستقل آئین نافذ ہوگا تو اور پوزیشن ہوگی ۔ اس سلسلے میں مولانا عبدالحق سے گذارش کروں گا کہ آج ان قراردادوں کو ملتوی کرایا جائے اسے ایجنڈے ہی پر رہنے دیا جائے اور آئین کے نفاذ تک اسے ملتوی کر دیں ۔ مولانا نے کہا کہ میں وزیر قانون کی یقین دہانی پر واپس تو نہیں لیتا مگر ملتوی رکھنا قبول کرتا ہوں ۔

ایجنڈے پر مولانا کی دیگر تین قراردادوں کا تعلق شراب نوشی ، ناچ گانا ، ثقافتی طائفوں کے تبادلہ قمار جوا ، گھوڑ دوڑ پر پابندی اور سودی نظام کو ختم کرنے کیلئے ایک ایسی کمیٹی تشکیل دینے سے تھا جو چھ ماہ کے اندر اندر متبادل تجاویز پر مشتمل رپورٹ پیش کرے ۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب کی قرارداد پر معاصر نوائے وقت کی رائے

قومی اسمبلی نے مولانا عبدالحق کی طرف سے پیش کردہ ایک غیر سرکاری قرارداد پر غور مرکزی وزیر قانون مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ کی اس یقین دہانی پر ملتوی کر دیا ہے کہ حکومت مستقل آئین کے بعد اس قرارداد پر بحث کے لئے تیار ہوگی ۔ اس قرارداد میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ ایسے تمام لٹریچر پر پابندی عائد کر دی جائے اور اسکی سختی سے روک تھام کی جائے جس سے مسلمانوں کے اعتقادات اور نظریۂ پاکستان پر زد پڑتی ہو ۔ نیز ہر قسم کے عریاں لٹریچر پر بھی پابندی لگائی جائے ۔

پاکستان کا کوئی بھی ذی عقل اور باشعور شہری اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا ۔ کہ پاکستان اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا تھا ۔ اور یہ اسلام کی بدولت ہی قائم و دائم رہ سکتا ہے ۔ اسلامیان برصغیر نے کائنات ارضی کا یہ خطہ " ایک خدا ، ایک رسول ، ایک کتاب ، ایک ملک ، ایک قوم " کے نظریہ کی بنیاد پر حاصل کیا تھا ۔ اور اسی نظریہ کے سہارے یہ زندہ رہ سکتا ہے ۔ ہم اس وقت ان المناک حالات و واقعات کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتے جن سے ہمیں اس نظریہ کا دامن چھوڑ کر دوچار ہونا پڑا ۔ اور صرف یہ کہنے پر اکتفا کریں گے کہ ہم نے اسلامی قومیت کے مقابلہ میں بنگالی قومیت کا تصور قبول کر کے سقوط

مشرقی پاکستان کے اندوہناک المیہ کے لئے راہ ہموار کی تھی اور اب بھی اگر ہم نے اس ٹھوس بنیاد کی حفاظت کا اہتمام نہ کیا جس پر پاکستان کی عمارت تعمیر کی گئی تھی۔ تو پھر ہمیں تباہی کے بھیانک غار میں گرنے سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔ صدر بھٹو اور ان کے رفقاء اگر "نئے پاکستان" کو زندہ و پائندہ دیکھنا چاہتے ہیں تو پھر انہیں سب سے پہلے نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کرنا پڑے گی۔ اس نظریہ پر پامردی سے گامزن ہو کر ہم ایک مضبوط و فعال اور جاندار قوم بن سکتے ہیں۔ ورنہ ہماری حیثیت ایک ہجوم بے لگام سے زیادہ نہیں ہوگی۔

پاکستان کی نظریاتی سرحدوں پر اس وقت مختلف اطراف سے یلغار ہو رہی ہے۔ ایک مغرب کی "ماڈرن ازم" کی یلغار ہے۔ عریاں فحش اور "منکرانہ" لٹریچر کی یلغار ہے۔ "ادھر سوویٹ" لابی کی طرف سے سیاسی "پروپیگنڈے" کی بھی یلغار ہے۔ اس خطۂ ارضی کے مسلمانوں کو "وطنیت" اور "قومیت" کے بتوں کا پرستار بنانے کے لئے علاقائی تہذیبوں اور ثقافتوں کی یلغار ہے۔ ان سب یلغاروں کا مقصد و نصب العین صرف اور صرف یہ ہے کہ اسلام کے نام پر جمع ہونے والے ان پاکستانیوں کو اسلام سے برگشتہ کر دیا جائے انہیں غیر اسلامی نظاموں میں عیش و عشرت کی زندگی کے سراب دکھا کر سہل انگار بنا دیا جائے۔ لہو و لعب میں الجھا دیا جائے۔ جنسی لذتیت کے شیدائی بنا دیا جائے اس کے لئے یہود و ہنود، کمیونسٹ اور متعصب عیسائی مبلغ پاکستان کی نظریاتی سرحدوں پر وار کر رہے ہیں۔ اور ہم ہیں کہ نتائج سے بے پرواہ ان کے دام صد رنگ میں گرفتار ہو رہے ہیں۔ ہماری فلمیں، ریڈیو، ٹیلی ویژن، اکثر و بیشتر اخبارات اور دوسرے ذرائع ابلاغ دانستہ یا غیر دانستہ طور پر اس راہ پر سرپٹ دوڑ رہے ہیں۔ جو ہمیں تباہی کی طرف لے جائے گی۔ ہم ارباب اقتدار و اختیار سے صاف صاف کہہ دینا چاہتے ہیں کہ پاکستان کو کوئی سوشلزم (خواہ اسے کتنا ہی سبز غلافوں میں لپیٹ کر اسلامی سوشلزم کا نام دیا جائے۔) کوئی "سیکولرازم" وغیرہ نہیں چل سکتا۔ پاکستان کو اگر بچانا ہے تو پھر اسلام کی راہ اختیار کرنا پڑے گی۔ ہمیں اپنے قول و فعل اور کردار و عمل کو اسلامی سانچے میں ڈھالنا ہوگا — ہمیں نظریات کی اسی طرح حفاظت و نگہبانی کرنا ہوگی جس طرح سوویٹ یونین میں کمیونسٹ اپنے نظریہ کی حفاظت کرتے ہیں۔ اس کے لئے اگر ہمیں اسلام کے منافی لٹریچر تو کیا اگر اسلام دشمنوں کا ملک میں داخلہ بند کرنے اور اسلام کی جڑیں کاٹنے والے "پاکستانیوں" کو جلا وطن بھی کرنا پڑے تو اس سے گریز نہیں کرنا چاہئے۔

(نوائے وقت لاہور/راولپنڈی ۱۱ اگست ۱۹۷۲ء)

الحق میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں